تفسیر نور العرفان (قسط ۳۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب سورت توبہ (۲۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہاں قریب نہ ہونے سے عبادت کے لیے قریب نہ ہونا مراد ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص 304)

صحیح بات یہ ہے کہ اعتقادی مشرکین مطلق طور پر حرم کعبہ میں داخل نہیں ہو سکتے، عبادت کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ البتہ عام مساجد میں داخل ہو سکتے ہیں، لیکن وہاں عبادت نہیں کر سکتے۔

② مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''یا پیادہ قاضی کے پاس آئے گا، جیسے ﴿وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ سے معلوم ہوا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص 304)

استدلال درست نہیں، سوار ہو کر بھی آ سکتا ہے۔ دراصل جزیہ دینے والوں کی ذلت یہ ہے کہ وہ یہ مال مجبور ہو کر دے رہے ہیں، نہ کہ اپنی مرضی اور چاہت سے۔

③ مفتی صاحب سورت توبہ (۳۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کے مقابلے میں جس کی دینی اطاعت کی جائیگی گویا اُسے رب بنا لیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے ماتحت علماء، اولیاء صالحین کی اطاعت عین رسول کی اطاعت ہے، رب فرماتا ہے: ﴿اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ عیسائی، یہودی رب کے مقابل اپنے

پادریوں، جوگیوں کی بات مانتے تھے اور اپنے گناہ ان سے معاف کراتے، اس لیے یہ فرمایا گیا۔ مسلمان کسی ولی پیر کے متعلق یہ معاملہ نہیں کرتے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص305)

یہودیوں وعیسائیوں والا یہی معاملہ بعض لوگ اپنے اماموں اور پیروں کے ساتھ بھی کرتے ہیں۔ جب ان کے سامنے کوئی آیت یا حدیث پڑھی جائے، جو ان کے امام کے قول کے خلاف ہو، تو وہ اس آیت یا حدیث کی غلط تاویلیں شروع کر دیتے ہیں اور اپنے امام کی بات کا دفاع کرتے ہیں۔ کئی تو یہ تک کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں ہمارے امام کی بات کافی ہے، ان کے پاس بھی دلیل ہوگی، وغیرہ وغیرہ۔ کئی لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ ہمارے گناہ ہمارے پیر صاحب بخشوا دیں گے، ہماری ان کے آگے، ان کی اللہ کے آگے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب نسبتیں اور رشتے ناطے روز قیامت ٹوٹ جائیں گے۔

اس آیت سے تقلید شخصی کا رد ہوتا ہے۔

❁ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

قَدْ ذَمَّ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى التَّقْلِيدَ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ مِّنْ كِتَابِهٖ .

''اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر تقلید کی مذمت کی ہے۔''

(جامع بيان العلم وفضله: 975/2)

تقلید یہ ہے کہ کسی اُمتی کی بات کو قرآن وسنت کے مقابلہ میں دین کا درجہ دینا۔ یہود ونصاریٰ اپنے علماء کے ساتھ وہی معاملہ کرتے تھے، جو آج بعض مسلمان اپنے امام کے ساتھ کرتے ہیں۔

''اولی الامر'' سے مراد صحابہ، تابعین، محدثین، علمائے حق، حکام بالا، اساتذہ اور

والدین وغیرہ ہیں۔ کتاب وسنت کے مطابق ان سب کی بات ماننی ہے، مگر جب ان میں اختلاف ہو جائے، تو کتاب وسنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

اہل سنت والجماعت کتاب وسنت پر فہم سلف کی روشنی میں عمل کرتے ہیں۔ اسلاف امت نے قرآن وحدیث کی جو تعبیریں پیش کی ہیں، ان پر اکتفا کرتے ہیں۔ یہی راہِ حق اور ذریعہ نجات ہے۔

④ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''(ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں) سانپ سے کٹوا چکے تھے......۔''

(تفسیر نور العرفان، ص308)

ثابت نہیں۔

⑤ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ننگے سر نماز پڑھنا، کھلے بٹن یا آستین چڑھائے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے، کہ یہ کاہلی کی علامات ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص311)

ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ نہیں، کراہت پر دلیل نہیں۔ البتہ آستین چڑھا کر نماز پڑھنا درست نہیں۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلَى النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ وَثَوْبُهُ مُشَمَّرٌ أَوْ كُمُّهُ.

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ نماز میں کپڑا یا آستین چڑھانا ممنوع ہے۔''

(شرح النّووي: 209/4)

⑥ مفتی صاحب سورت توبہ (۶۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے؛ ایک یہ کہ قرآن کا حضور پر اترنا گویا امت پر اترنا ہے، کیونکہ قرآن سے امت کی ہدایت مقصود ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور تو منافقوں کو پہلے ہی سے جانتے ہیں، منافقوں کی آیات اترنے سے مسلمان انہیں پہچان جائیں گے، اس لیے ﴿تُنَبِّئُهُمْ﴾ میں ضمیر جمع لائی گئی۔ تیسرے یہ کہ حضور پردہ پوش ہیں، منافقوں کو حتی الامکان رسوا نہیں فرماتے، قرآن ان بدنصیبوں کے راز فاش فرماتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص313)

قرآن کریم تمام انسانوں کے لیے ہدایت ہے۔ ان میں نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں۔ یہ کہنا کہ قرآن نبی ﷺ کے لیے ہدایت نہیں، درست نہیں۔ نبی کریم ﷺ اُمی تھے، وہی جانتے تھے، جو آپ کی طرف وحی کی جاتی تھی۔

نبی کریم ﷺ کو منافقوں کا علم اسی وقت ہوا، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی بتا دیا۔ اس سے پہلے آپ کو علم نہیں تھا۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُم﴾(التّوبة : ۱۰۱)

''(اے نبی!) آپ ان (منافقین) کو نہیں جانتے، انہیں ہم ہی جانتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں نبی کریم ﷺ کے عالم الغیب ہونے کی نفی ہے۔

❀ مفتی صاحب خود لکھتے ہیں:

''......یا یہ آیت منافقین کا علم دینے سے پہلے کی ہے، لہٰذا یہ آیت اس کے

خلاف نہیں: ﴿وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ﴾۔''

(تفسیر نور العرفان، ص323)

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ الْكَاذِبِينَ﴾ (التّوبة: ٤٣)

''(اے نبی!) اللہ نے آپ کو معاف کر دیا ہے، کہ آپ نے ان (منافقوں) کو (غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی) اجازت کیوں دی؟ یہاں تک کہ آپ پر واضح ہو جاتا کہ کون سچ بول رہے ہیں اور کون جھوٹے ہیں؟''

منافقین نے جھوٹے عذر پیش کیے، نبی کریم ﷺ کو معلوم نہ تھا کہ یہ سچ بول رہے ہیں یا جھوٹ؟ تو آپ ﷺ نے انہیں سچا جانتے ہوئے گھر میں رہنے کی اجازت دے دی۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ اجازت لاعلمی کی وجہ سے تھی۔

⑦ مفتی صاحب سورت توبہ (۸۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ کافر کی قبر کی زیارت منع ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص318)

زیارت کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں۔ البتہ کافر کا جنازہ پڑھنا اور قبر پر اس کے لیے دعائے مغفرت کرنا منع ہے۔

⑧ مفتی صاحب سورت توبہ (۹۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضور سے بھیک مانگنا مؤمن کے لیے عزت ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص320)

یہ آیت نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کے متعلق ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ سے وہ چیزیں مانگ لیتے تھے، جس پر آپ ﷺ قادر تھے، مگر وفات کے بعد کسی صحابی نے دور سے یا آپ کی قبر مبارکہ پر جا کر کچھ نہیں مانگا، کیونکہ وفات کے بعد مانگنا شرک ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''میرے پاس سواری کے لیے کچھ نہیں ہے۔'' معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اپنی زندگی میں بھی وہی چیز دے سکتے تھے، جو آپ کے اختیار میں تھی۔ جس طرح ہم صرف اللہ کے محتاج ہیں، اس طرح نبی کریم ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے ہی محتاج تھے۔ جیسے ہم تحت الاسباب امداد ایک دوسرے سے لے لیتے ہیں، اسی طرح صحابہ کرام بھی نبی کریم ﷺ سے لے لیتے تھے۔

فوق الاسباب مدد اللہ کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ ہم کسی کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ میری زندگی بڑھا دے، مجھے صحت دے، مجھے اولاد دے، میرے رزق میں کشادگی کر دے، وغیرہ۔

⑨ مفتی صاحب سورت توبہ (۱۰۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ آیت کریمہ مسجد قبا والوں کے حق میں نازل ہوئی، اس کے نزول پر حضور نے ان صاحبوں سے پوچھا کہ تم کیسی طہارت کرتے ہو کہ رب تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تعریف فرمائی، انہوں نے عرض کیا کہ ہم اولاً ڈھیلوں سے، پھر پانی سے استنجا کرتے ہیں، فرمایا: ٹھیک ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص324)

اس کی ساری کی ساری سندیں ضعیف ہیں۔

⑩ مفتی صاحب سورت توبہ (۱۱۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''بعض انصار نے بیعت اسلام کرتے وقت عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ جو

چاہیں اللہ کے لیے اور اپنے لیے شرط لگالیں، ہم اس پر کاربند رہیں گے، تو حضور نے فرمایا کہ اللہ کے لیے تو یہ شرط ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کروگے اور میرے لیے یہ شرط ہے کہ جو کچھ تم اپنے لیے پسند نہ کرو، وہ میرے لیے بھی پسند نہ کرو۔ تو انہوں نے پوچھا کہ ان شرطوں کے پورا کرنے پر ہم کو کیا ملے گا؟ تو فرمایا: جنت۔ تو عرض کیا: یہ تو بڑے نفع کا سودہ ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اُتری۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص325)

ثابت نہیں۔

⑪ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ کے سوا نہ کوئی آسمان وزمین کا حقیقی مالک ہے اور نہ اس کے سوا کوئی حقیقی مددگار ہے، مجازی طور پر بعض بندے مالک بھی ہیں اور رب کی عطا سے مددگار بھی۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص326)

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو زمین وآسمان کا مالک نہیں بنایا۔ نہ رب کی عطا سے کوئی فوق الاسباب مددگار ہے۔ زندوں سے تحت الاسباب امداد لینا جائز ہے، بشرطیکہ وہ قدرت رکھتے ہوں۔ حقیقی ومجازی کی بات کرکے شرک کے چوردروازے کھولنے کی ناکام کوشش ہے۔

⑫ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''مدینہ منورہ میں رہنا عبادت ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص327)

بے دلیل بات ہے۔

⑬ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صوفیا فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے کو پہچان لیا، اس نے رب تعالیٰ کو پہچان لیا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص337)

صوفیا کا یہ قول بے بنیاد ہے۔ اس بارے میں روایت: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدَ عَرَفَ رَبَّهٗ جھوٹی ہے۔

❁ علامہ ابو مظفر سمعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''نبی کریم ﷺ سے یہ روایت ثابت نہیں۔''

(قواطع الأدلة في الأصول: 60/2)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ هُوَ بِثَابِتٍ . ''یہ روایت ثابت نہیں۔''

(فتاوى النّووي، ص 248)

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے اسے بے اصل کہا ہے۔

(الفتاوى الحديثية، ص 206)

⑭ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ایسے ہی بعض تکوینی اولیا عالم کی تدبیر اور انتظام کرنے پر مامور ہیں، جنہیں غوث و قطب وغیرہ کہا جاتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص338)

❁ نیز لکھتے ہیں:

''تکوینی ولی وہ ہے، جسے عالم میں تصرف کا اختیار دیا گیا ہو۔''

(تفسیر نور العرفان، ص343)

کفر والحاد ہے۔ کوئی غوث وقطب نہیں۔ کسی کو عالم کی تدبیر اور انتظام پر مامور نہیں کیا گیا۔ نیز تکوینی اولیا کا وجود نہیں۔

⑮ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے آقا ﷺ اصلی مقصود عالم ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص344)

غلو پر مبنی بے دلیل بات ہے۔ کائنات کا کوئی اصلی یا نقلی مقصود نہیں۔ جن وانس کو رب تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ یہی اصل مقصود ہے۔

⑯ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور نے ایک بار آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا: یہ وہ وقت ہی ہے، جب علم دین دنیا سے اٹھ جائے گا، حالانکہ یہ وقت قرب قیامت آئے گا، مگر فرمایا: یہ۔ معلوم ہوا کہ دیکھ رہے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص345)

یہ اعلام نبوت میں سے ہے اور قیامت کے قریب رونما ہونے والے فتنوں کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے اور ان کے قرب کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔ یہی منصب نبوت ہے۔ یہاں دیکھنے کی کوئی بات نہیں۔

⑰ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''سنت انبیاء ہے کہ مسلمان گھر کا کوئی حصہ پاک وصاف رکھیں نماز کے لیے۔ اس میں عورت اعتکاف کرے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص347)

اعتکاف مسجد کے ساتھ خاص عمل ہے۔گھر میں اعتکاف نہیں۔

⑱ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''نماز میں آمین آہستہ کہنی چاہیے۔'' (تفسیر نور العرفان، ص348)

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا خَتَمَ أُمَّ الْقُرْآنَ لَا يَدَعُ آمِينَ يُؤَمِّنُ إِذَا خَتَمَهَا وَيَحُضُّهُمْ عَلٰى قَوْلِهَا وَسَمِعْتُ مِنْهُ فِي ذٰلِكَ خَبَرًا.

''عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہتے تھے اور دوسروں کو بھی اس پر ابھارتے تھے۔اس بارے میں نے ان سے حدیث سنی ہے۔''

(تغليق التّعليق : 319/2، فتح الباري لابن حجر : 263/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَلَهُمْ رَجَّةٌ فِي مَسَاجِدِهِمْ بِآمِينَ، إِذَا قَالَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ (الفاتحة : ٧).

''میں نے دیکھا کہ لوگ مسجد میں آمین کہتے ہیں۔آمین کہتے وقت ان کی آواز کی گونج سنی۔ یہ اس وقت ہوتا جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہتا۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة : 425/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ اسحاق کوسج رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا؟

يَجْهَرُ بِآمِينَ؟ قَالَ : إِيْ لَعُمْرِي الإمَامُ وَغَيْرُ الْإِمَامِ، قَالَ إِسْحَاقُ : كَمَا قَالَ . قَالَ إِسْحَاقُ : وَأَمَّا الْجَهْرُ بِآمِينَ، فَإِنَّهٗ

سُنَّةٌ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَذٰلِكَ يُوَافِقُ تَأْمِينُهُمْ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ، وَهُوَ عَلَى الْإِمَامِ أَلْزَمُ، وَعَلَيْهِ أَنْ يَجْهَرَ جَهْراً حَتّٰى يَسْمَعَ مَنْ يَلِيْهِ فَقَطْ، وَإِنْ زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى يَسْمَعَ آخِرُ الصُّفُوفِ فَحَسَنٌ أَيْضاً، لِمَا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : آمِينَ، حَتّٰى أَسْمَعَ صَفَّ النِّسَاءِ وَهُنَّ خَلْفَ الرِّجَالِ، فَلَا يَدَعَنَّ ذٰلِكَ إِمَامٌ وَلَا مَأْمُومٌ لِحَالِ تَرْكِ النَّاسِ، أَوْ يَدَعُهُ اسْتِحْيَاءً، أَوْ خَوْفاً مِّنْ أَنْ يُنْسَبَ إِلٰى مَكْرُوهٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ .

''کیا آمین اونچی کہی جائے گی؟ فرمایا: جی ہاں، اللہ کی قسم امام ومقتدی آمین اونچی کہیں گے۔امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ بھی کہی کہتے تھے۔آپ فرماتے ہیں : اونچی آمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر جائے، یہ امام پر زیادہ لازم ہوتی ہے، اس لیے اسے چاہیے کہ اتنی اونچی کہے کہ کم از کم قریب والے سن لیں، اگر صف کے آخر تک سنا دے، تو کیا بات ہے! حتی کہ مردوں کے پیچھے کھڑی عورتوں کو بھی سنا دے۔لوگ چھوڑ بھی دیں کوئی امام یا مقتدی اس سنت کو نہ چھوڑے۔شرم محسوس کر کے یا کسی خوف سے یا کسی مجبوری کے ڈر سے بھی نہ چھوڑے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتے۔''

(مسائل الإمام أحمد وإسحاق، برواية الكوسج :138/1)